ڈاکٹر شگفتہ فردوس
اسسٹنٹ پروفیسر، ڈائریکٹر سٹوڈنٹ افیرز، جی سی ویمن یونیورسٹی، سیال کوٹ

احمد ندیم قاسمی - محبت اور امن کا شاعر

Dr. Shagufta Firdous
Assistant Professor /Director Student Affairs, GC Women University, Sialkot.

Ahmad Nadeem Qasmi- Poet of love and Peace

Ahmad Nadeem Qasmi is 20th century's eminent, distinguished Urdu poet. His intellectual approach towards life and human relationship is very appreciated able. Through his poetic message he tried to promote message of love and conducive environment for peace. He considered the sorrows of others as his own. He was witness of world war and migration, so his poetry emerged as a representative of love and peace. He conveyed the message of tolerance and human dignity to bring peace and stability to the world. This article is overview of different aspects of love and peace in his poetry.

Keywords: *Distinguished, Human Relationship, Love, Peace Tolerance, Human Dignity.*

شاعری انسانی جذبات واحساسات کے اظہار کا لطیف ترین پیرائیہ ہے۔ اردو ادب اس حوالے سے ضخیم سرمائے کا حامل ہے جہاں محبت کا جذبہ زمان و مکاں کی قید سے ماورا ہو کر اپنا آفاقی پیغام دیتا ہے۔ محبت کا یہی جذبہ کبھی برنگ عشق اور کبھی حسنِ ظاہر و باطن میں فرد واحد سے بلند تر ہو کر انسانیت سے محبت کے روپ میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ احمد ندیم قاسمی اردو ادب کے ان قد آور شعرا میں سے ہیں جن کا کلام مقصدیت اور حبِّ انسانی سے لبریز ہے۔ 'انسان دوستی' ان کا خاص موضوع سخن رہا۔ وہ تا حیات انسان کی عظمت، اہمیت اور محبت کے گُن گاتے رہے۔ ان کے نزدیک شاعری شعاعیں چننے کے مترادف ہے، انہوں نے نہ صرف یہ شعاعیں چُنیں بلکہ اس کی کرنوں سے جگ میں اُجالا کرنے کی سعی بھی کی جو کسی بھی بڑے سخنور کا آدرش ہو سکتا ہے۔ عہد حاضر میں سب سے قیمتی متاع انسانوں سے بلا تفریق رنگ و نسل بے لوث محبت کرنا ہے۔ احمد ندیم قاسمی خود بھی اسی کے جویا رہے کہ یہ انسان کا قیمتی اثاثہ ہے:

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

یہ جو اک عمر سے کچھ کھوجتا پھرتا ہے ندیم
صرف بے لوث محبت کا تمنائی ہے [۱]

بے لوث محبت کے متلاشی احمد ندیم قاسمی تاحیات انسانیت کی معراج کا قائل رہے۔ انہوں نے شاعری کو نورِ جاودانِ جمال قرار دیا۔ ان کے نزدیک انسان کے مقام و مرتبہ اور کردار سے وہی آشنا ہو سکتا ہے جو اس کائنات کے احسن الخالقین کی عظمتوں کا معترف ہو۔ اور اس اعتراف میں محبت کا عنصر لازمی امر ہے، اس کے بعد ہی کائنات کے ذرّے ذرّے سے آشنائی کا وصف پیدا ہوتا ہے:

ذرّے ذرّے میں جو تابانیِ جوہر دیکھیں
وہی، انساں کو فرشتوں کا بھی ہمسر دیکھیں
ہم تو وہ دشت نوردانِ محبت ہیں ندیم
ایک ہی گل سے دو عالم کو معطر دیکھیں [۲]

اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو ان مثبت اقدار کی ترویج میں جس طرح توازن سے انہوں نے استعمال کیا ان کے معاصرین میں ایسی بہت کم ایسی مثالیں ملتی ہیں۔ وہ اس بات سے آشنا تھے کہ قلب سخنور انسانیت کا مرکز ہے اگر اس میں محبت و انسانیت فنا ہو جائے تو اس کے لیے اور کوئی دوسری جائے اماں باقی نہیں بچتی۔ بشیر موجد نے اپنی کتاب "بولتے رنگ سوچتی لکیریں" میں احمد ندیم قاسمی کی اس بے لوث محبت اور شفقت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا :

"میرے نزدیک ندیم نام ہے بے لوث محبت کا ---- سراپا شفقت کا ---- احترام اور دوستی کے گہرے سمندر کا ---- دوستی کے اس گہرے سمندر میں دوست تو دوست اگر دشمن بھی غوطہ زن ہو تو ان کی محبت کے موتی ضرور نکال لائے گا۔" [۳]

وہ خود اپنی شاعری میں اس جذبے کی موجودگی اور اخلاص کی کیفیت کا اظہار بہت واضح طور پر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ان کے نزدیک اخلاق کا ایک اعلیٰ معیار ہے جس سے ہمیں گریز نہیں کرنا چاہئے، اسی کو وہ اپنا امتیاز بھی قرار دیتے ہوئے اپنے حوالے سے کہتے ہیں:

"انسان سے محبت کرنے، خلوص برتنے، سچ بولنے، بے تعصب اور بے ریا رہنے، نڈر ہو کر سچائی کا اعلان کرنے اور ظالم کی طرف بر سرِ بازار انگلی اُٹھا کر اُسے ظالم کہہ دینے کو بہترین

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اخلاق تصور کرتا ہوں۔ اور جب میں علے الاعلان سچ بولتا ہوں تو مجھے انسان کی روح کائنات پر۔ (۴)

احمد ندیم قاسمی انتہائی متحرک شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی شاعری ہر عہد کی عکاس بن کر ابھری، انہوں نے جنگوں کے تسلسل میں انسانیت کی ناقدری دیکھی جس سے ان کے اندر انسانیت سے محبت کے جذبے نے شدت اختیار کی۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو انسان دوستی اور انسان سے محبت کے لیے وقف کیا۔ وہ ریاکاری کے اس دور میں انسان کو بحیثیت انسان قبول کرنے اور انسان کے ہر روپ سے محبت کا فن سکھاتے رہے:

مجھ کو کیا علم، ریا کے فن کا
مجھ سے سیکھو تو محبت سیکھو (۵)

احمد ندیم قاسمی کی شاعری میں محبت کا موضوع اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ وہ اسے مختلف رنگوں میں جا بجا بیان کرتے رہے، اُن کی شاعری کا تجزیہ کرتے ہوئے امجد اسلام امجد لکھتے ہیں:

وہ انسان کی عظمت کے بہت بڑے علم بردار تھے اور "انسان عظیم" کا نعرہ تمام عمر لفظ بدل بدل کر لگاتے رہے۔ (۶)

احمد ندیم قاسمی کے نزدیک دنیا میں امن و آشتی کو تبھی فروغ دیا جا سکتا ہے جب ہم حسن، خیر اور عدل و انصاف جیسی اقدار کو عام کریں۔ ان کی تعمیری فکر نے انہیں ہمیشہ امید کی راہ دکھائی اور جرات اظہار کا حوصلہ عطا کیا۔ ڈاکٹر ناہید قاسمی اپنے والد کی اس خوبی کے حوالے سے کہتی ہیں کہ گمان خوش گُن رکھنے کی خداداد صلاحیت اور ہر لمحہ اچھائی کی توقع نے ان کے عالمگیر نظریہ امکاں کو خوب نکھار، سنوار کر وسعتوں سے ہمکنار کئے رکھا۔ اور یہ حقیقت بھی ہے کہ احمد ندیم قاسمی اس محبت کے سمندر کے شناور تھے جس کی بیکرانی و وسعت کا اندازہ لگانا ناممکن ہے۔

محبت ایک سمندر ہے وہ بھی اتنا بسیط
کہ اس میں کوئی تصور نہیں کنارے کا (۷)

احمد ندیم قاسمی، اس لامحدود خیر کے جذبے کا مرکز انسان کی نیت اور اس کے ایمان کی پختگی کو قرار دیتے ہیں جس سے اُس کا باطن منور ہو کر اُس کے گردوپیش میں روشنی کا ایسا ہالہ بناتا ہے جس سے پھوٹنے والی نور کی کرنیں

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

دوسروں انسانوں کے لیے بھی کے لیے بھی رہنمائی کا باعث بنتی ہیں۔احمد ندیم قاسمی کو یہ روشنی اپنے ہی نقش قدم میں دکھائی دیتی ہے:

میں محبت کے سفر میں نہیں بھٹکوں گا کبھی
اپنے قدموں سے چمکتا ہوا رستہ دیکھوں(۸)

انسان کی عظمت کے گیت گانے والے عہد ساز ادیب اور بے مثال شاعر نے مساوات انسانی ا کو اپنا فکری آدرش بنایا۔ ان کی اس آفاقی فکر کا سرچشمہ اسلام کی عالمگیر تہذیب و ثقافت رہی جس میں بلا تفریق سب انسان برابر ہیں اور تمام مخلوق کو اللہ کا کنبہ قرار دیا گیا ہے۔ احمد ندیم قاسمی نے اسی انسانی خاندان سے محبت کو اپنا کر محبت کا درس عام کیا۔ اوہ دنیا بھر میں بسنے والے انسانوں کی خطاوں کو نظر انداز کر کے ان میں موجود اچھائیوں کی ترویج کے قائل تھے اس حوالے سے لکھتے ہیں:

جب انساں ہو تو انساں کی جبلت میں ندیم
خیر کے پھول چنو اور خطا مت ڈھونڈو(۹)

احمد ندیم قاسمی دوسری جنگ عظیم اور پھر تقسیم ہند کے واقعات کے براہِ راست شاہد رہے، یہی وجہ ہے کہ اس وقت ہونے والے فسادات کے پس منظر میں لکھی جانے والی ان کی تحریریں غیر جانب داری سے انسانی فطرت کی سفاکی، جبر اور بربریت کی بھرپور عکاسی کرتی ہیں۔ احمد ندیم قاسمی ایک امن پسند ارتقاء کے جویندہ شاعر ہیں۔ ان کی شاعری میں دنیا بھر میں ہونے والے ظلم و استبداد کے نتیجے میں برپا ہونے والے فسادات ااور انتشار کے خلاف حتجاج ملتا ہے۔ ان کی نظم "تفاوت" میں احترامِ انسانیت کی قدر پر زور دیا گیا۔ وہ انسانیت کو جنگوں میں جھونکے جانے کے استعماری ارادوں کے شدید مخالف تھے۔، انہوں نے عالمی امن کو سبوتاژ کرنے کو" ابلیسی عمل کہا، جس کے مقابل ایک شاعر کی دلی تمنا اس طرح الفاظ کا لبادہ اوڑھ کر جلوہ گر ہوتی ہے:

وقت نے کر دیئے پامال ضمیروں کے حصار
صرف اک آرزوئے امن و اماں باقی ہے(۱۰)

احمد ندیم قاسمی بد امنی سے نجات کے لیے انسان کے جذبہ خیر کو ابھارتے رہے اور ہوسِ زر کے زائیدہ معاشرے کو حبِّ انسانی کا رمز آشنا بنانے کے آرزو مند رہے۔ ان کی انسان سے محبت عالمی سطح پر انسان دوستی کا شاخسانہ بھی ہے۔ وہ مجرد خیالات کے برعکس انسانیت سے محبت کے عملی ظہار پر اعتقاد رکھنے والے شاعر ہیں۔ دنیا

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

کے مختلف گوشوں میں بسنے والوں کو امن و آشتی کا پیغام ان کا آدرش رہا۔ انہوں نے ہیومنزم کے انسان پرستی کے نظریے کے برعکس انسان دوستی کو اپنایا۔

کس قدر مادرِ گیتی ہے کشادہ آغوش

جتنے انساں ہیں، سب راج دلارے اس کے (۱۱)

استعماری طاقتوں کی حشر سامانیاں بھی اس عظیم شاعر کی امید پرستی کو ختم نہ کر سکیں۔ وہ اپنے حوصلوں کو مجتمع کر کے نئی منزلوں کی جانب گامزن رہے جہاں احتجاج بھی محبت کی بقا کے لیے کیا جاتا ہے۔ انسان کو اس کی خوشیاں اور مقام لوٹانا ان کی شاعری کا مقصد رہا۔ اُن کے نزدیک انسان اپنے گرد وپیش سے لاتعلق ہو کر نہیں رہ سکتا ، کیونکہ امن وامان کے آرزومند تھے اس لیے اس انتشار کا علاج بتاتے ہیں۔ ان کے دل سے دنیا میں امن کی آرزو کبھی ختم نہیں ہوتی۔

جو حقیقت میں سخنور ہو گا

وہی اندر سے منور ہو گا

امن کا عہد تب آئے گا ندیم

جب نہ دارا نہ سکندر ہو گا (۱۲)

احمد ندیم قاسمی نے جذباتیت پر حقائق کو ترجیح دی اور انسان دوستی کو اپنے سامنے رکھا۔ ان کے نزدیک انسان سے محبت سب سے بڑی عبادت میں شمار ہوتی ہے۔ جس میں چھوٹے بڑے امیر وغریب کی کوئی تفریق نہیں۔ احسان دانش کے نے ان کے انسانیت سے محبت کے اس جذبے کو شدت سے محسوس کیا اور ان کی دوسروں کے درد کو محسوس کر کے ان کی مدد کے جذبے اور ہمدردانہ شخصیت کے حوالے سے کہتے ہیں:

" ان کے سینے میں ایک فنکار کا نہیں بلکہ خالق کا دل دھڑکتا محسوس ہوتا ہے جو انسان کی محبت میں بے تاب ہے۔ "(۱۳)

انسان سے محبت اُن کے نزدیک اولیں قدر ہے جو مخلوق کو خالق سے ملاتی ہے، اس ے کام آکر اس کے دکھ درد کا مداوا کیا جا سکتا ہے۔

نوعِ انساں کی محبت میں سہولت ہے ندیم

دور رہتا ہے خدا، اور بشر دور نہیں (۱۴)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

بے حد ہمدرد اور حساس طبیعت کے مالک احمد ندیم قاسمی ایک لمحے کے لیے بھی کسی کو اذیت میں مبتلا نہ دیکھ پاتے تھے۔ دوسروں کے دکھ ان کے اپنے دکھ تھے، یہی وجہ ہے کہ انسان سے محبت ان کا مقصد حیات رہا۔ وہ ایک ہمدرد انسان تھے ان کا یہ جذبہ اپنے ہم عصروں سے ہر گز پنہاں نہیں۔ وہ ہمیشہ انسانیت کی اعلیٰ اقدار کے لیے کوشاں رہے۔ احمد ندیم قاسمی کے شعری مجموعے "شعلہ گل" میں ان کی انسانیت سے محبت کھل کر سامنے آتی ہے جس کی وجہ سے عبد المجید سالک نے انہیں ایشیا کا عظیم شاعر قرار دیتے ہوئے ان کی شاعری کو اردو میں گراں بہا اضافہ قرار دیا۔ احمد ندیم قاسمی کے اس نظریے کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

> "اس مجموعے کو پڑھ کر کوئی شخص یہ نتائج نکالے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ندیم انسان کی عظمت کا بہت بڑا معترف ہے۔"(۱۵)

احمد ندیم قاسمی کی شخصیت کے اس روپ نے انہیں ہر دلعزیز بنایا۔ ان کے افکار کی وسعت و شائستگی، لہجے کا ٹھہراؤ اور حسن ادا انہیں منفرد و ممتاز مقام عطا کرنے کا باعث بنے۔ ان کی شخصیت و فن نے اردو ادب کو وقار عطا کیا۔ بے پناہ تخلیقی صلاحیتوں کے حامل ندیم نے زندگی کو چشم محبت سے دیکھ کر اس رنگ و بو کے صحیفے سے خود بھی لطف اٹھایا اور دوسروں کو بھی اس کے اسی پہلو کی جانب متوجہ کیا، ان کی شاعری میں صداقت و محبت کا رشتہ قاری کو ان کے قریب لے آتا ہے۔ ان کا اپنے نقادوں اور نظریاتی مخالفین تک سے محبت کا رشتہ استوار رہا انہوں نے دوستوں کو عزیز جانا مگر دشمنوں کی بھی تحقیر نہیں کی۔ وہ جتنے بڑے شاعر تھے، اتنے ہی اعلیٰ انسان بھی تھے۔ اپنے دشمن سے بھی محبت کے اظہار کے کئی پیرائے استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں:

کاش یہ جانتا دشمن میرا میں ہر انسان کا شیدائی ہوں(۱۶)

مجھ کو دشمن کے ارادوں پہ بھی پیار آتا ہے
تیری الفت نے محبت مری عادت کر دی
جو دشمنی پہ تلے ہیں وہ جانتے ہی نہیں
کہ مرے ظاہر و باطن فقط محبت ہیں(۱۷)

احمد ندیم قاسمی کا خیال ہے کہ اگر آج انسان آپس کی سب رنجشوں کو بھلا کر انسانوں سے محبت کرنے لگیں تو یہ دنیا امن کا گہوارہ بن جائے۔ ان کی نظموں اور غزلوں میں انسان ایک ایسے محبوب کی صورت میں جلوہ گر

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ہوتا ہے جس سے جدائی کا وہ تصور بھی محال سمجھتے ہیں اور اپنی نظم: روح لبوں تک آکر سوچے" میں اس کیفیت کا برملا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

روح لبوں تک آکر سوچے
کیسے چھوڑوں قریہ جاں
یوسف قصرِ شہی میں بھی، کب بھولے کنعاں کی گلیاں
دشت و دمن میں، کوہ و کمر میں بکھرے ہوئے ہیں پھول ہی پھول
روئے نگارِ گیتی پر ہیں ثبت مرے بوسوں کے نشان
ساری دنیا میرا کعبہ، سب انسان مرے محبوب
دشمن بھی دو چار تھے لیکن
دشمن بھی تو تھے انسان

اس طرح قاسمی ساری دنیا کے انسانوں کو محبت کا عالم گیر پیغام دیتے ہیں جس میں رنگ و نسل سے بالاتر ہو کر صرف انسانیت کے نام پر پیار کرنا، ان کا مسلک رہا۔ اور اس دنیا میں وطن سے محبت کے ساتھ ساری دنیا کے انسانوں کو خواہ وہ دشمن جاں ہی کیوں نہ ہوں انسانیت کے پلڑے میں رکھ کر دیکھتے ہیں اور ان سے بھی پیار کرتے ہیں ۔ اور اسے انسانیت کی بقا کا نام دیتے ہیں۔

بقا اسی کو تو کہتے ہیں جب کوئی انسان
برائے عظمتِ انسانیت فنا ہو جائے[۱۸]

احمد ندیم قاسمی کی شاعری میں محبت اور انسانیت کے احترام کے ساتھ ساتھ اپنے عہد کی عکاسی بھی ملتی ہے۔ اس حوالے سے انہوں نے جہاں زندگی کی تلخیوں کا ذکر کیا وہیں ان کو گوارہ بنانے اور زندگی کی دوڑ میں آگے بڑھنے کے لیے وہ وہ نسل نو کو اپنی امیدوں کا مرکز و محور بناتے ہیں۔ انہوں نے اپنی شاعری میں موجود امید کی فضا کو آگے بڑھانے کے لیے نسل نو کو اپنا نمائندہ قرار دیتے ہوئے کہا:

ندیم میرے جلو میں تھی نسلِ مستقبل
میں صرف ایک تھا اور بے شمار ہو کے چلا[۱۹]

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

احمد ندیم قاسمی نے یقیناً ایک نسل کی تربیت میں تخلیقی سطح پر اپنا کردار ادا کیا ہے۔ ان کے کلام کی تاثیر کی ایک وجہ اخلاص و صداقت ہے، وہ انسان سے محبت کا پیغام دیتے ہوئے انسانیت کی بقا کو اہم تصور کرتے ہیں اس حوالے سے مجتبی حسین مجتبی، اپنے "پیغامات، تاثرات" میں لکھتے ہیں:

"انسانوں کی ضرب یقسیم انہیں نہیں آتی یا وہ انسانوں کو تقسیم نہیں کرنا چاہتے۔ اُن کی شاعری محبت کی شاعری ہے-----ندیم صاحب کی تخلیقات اور ان کی شخصیت نے ایک پوری نسل کی ادبی تربیت کی ہے۔ وہ ادیب بھی ہیں اور ادیب ساز بھی ہیں۔ اُن کی اہمیت سے انکار ادب کی ابتدائی سمتوں سے بے خبری ہے۔ پیار کی باتیں تو بہت سے شاعر اور ادیب کرتے ہیں، مگر جس بے لوث پیار کی خوشبو ندیم صاحب کے یہاں ہے وہ کہیں اور کم ملتی ہے۔"(۲۰)

احمد ندیم قاسمی نے زندگی کے مصائب و آلام سے کبھی ہار نہیں مانی یہی وجہ ہے کہ وہ انسانیت کے، مستقبل سے قطعی مایوس نہیں بلکہ روز محشر اپنے نامہ اعمال میں سب سے گراں مایہ جذبہ انسانیت سے محبت کو قرار دیتے ہیں:

"میں ہر تخریب میں تعمیر کا جویا ہوں، ہر الم کو عمل کا محرک بنانا چاہتا ہوں۔ میں ولولہ حیات کا شاعر ہوں، زندگی میری محبوبہ ہے، میں اولاد آدم کو اتنا بے بس نہیں سمجھتا کہ موجودہ دور کی حشر سامانیوں کے بعد وہ سیاسی، سماجی اور اخلاقی کھنڈروں کے ملبے میں سے ابھر نہ سکے۔"(۲۱)

زندگی میں جوش ہے، جذبات میں آہنگ ہے
چہرہ گیتی ہمارے پیار سے گلرنگ ہے(۲۲)

نظم "امید کی کرن" میں انسانوں اور کائنات کی رنگارنگی کو اس کا حسن قرار دیتے ہوئے اسے قبول کرنے پر قاری کو آمادہ کرتے ہیں کہ یہی کائنات کا اصول اور حسن بھی ہے یک رنگی سے نظام کائنات متاثر ہوتا ہے، جہاں سے کوئی شاخ بریدہ ہو وہیں سے نئی کونپل جنم لیتی ہے۔

اختلافات ہیں جہاں کی اساس
اس کو یک رنگیاں نہیں ہیں راس
ٹوٹتا ہے جو نہی کوئی ڈنٹھل

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

پھوٹ پڑتی ہے اک نئی کونپل (۲۳)

احمد ندیم قاسمی عظمت انسانی کی خاطر فنا ہونے کو انسانیت کی بقا کہتے ہیں۔ وہ محبت کا لازمہ حیات قرار دیتے ہوئے اس سے محروم شخص کے لیے درد رکھتے ہیں کہ یہی وہ جذبہ ہے جو انساں کے زخموں کو مندمل کر کے حصول منزل کے لیے ہمت کا باعث بنتا ہے۔ اس لیے محبت سے محروم شخص کو مفلس قرار دیتے ہیں:

مجھ کو اُس شخص کے افلاس پہ رحم آتا ہے
جس کو ہر چیز ملی صرف محبت نہ ملی (۲۴)

احمد ندیم قاسمی ایک امن پسند ارتقاء کے جوئندہ شاعر ہیں۔ جو علاقوں، خطوں سے ماوراہو کر بحیثیت شاعر ہر انسان کی فلاح وبقا کے لیے کوشاں رہا ان کی نظم "تفاوت" میں احترامِ انسانیت کی قدر پر زور دیا گیا ہے یہی دراصل کسی شاعر کا منصب بھی ہے۔ بلاشبہ احمد ندیم قاسمی نے امنِ عالم کے لیے انسانیت کا یہ پرچم لہرایا ہے۔ وہ بے حد حساس دل کے مالک تھے۔ ان کی اس بے لوث محبت ان کے رفقا بھی شاہد رہے۔ انسانیت سے بلا تفریق رنگ و مذہب محبت ان کا عقیدہ رہا، دنیا بھر میں کہیں بھی ظلم ہوا اس کے خلاف آواز بلند کی۔ ان کی شاعری میں "انسانیت حبِّ انسانی کا ایک استعارہ ہے۔ خود احمد ندیم قاسمی کا کہنا تھا کہ ان کا انسان دوستی کا نظریہ آفاقی ہے، چاہے دنیا میں ہزاروں نظریے تبدیل ہو جائیں لیکن عدل و مساوات کے حصول کے بعد بھی اس دنیا میں انسان دوستی اور انسانی محبت کا نظریہ اپنی جگہ بر قرار رہے گا۔ اکیسویں صدی میں جب کہ اقوام عالم کے درمیان تعلقات کی بنیاد محض معاشی فوائد کی اشتراکیت رہ گیا ہے اس وقت ہمیں اس چیز کی زیادہ ضرورت ہے کہ ہم انسانوں میں بلا تفریق باہم محبت، مساوات اور انصاف کو جگہ دیں۔ عشرت رومانی موجودہ صدی میں اس احساس کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"اکیسویں صدی جو انسانی عقل وشعور کی ممتاز ترین صدی ہے اس میں عالمی ادب بہ شمول شاعری کا مقصد انسانیت کی سربلندی، اقوام عالم کے درمیان افہام و تفہیم اور ان کی باغیانہ وحاکمانہ سوچ کو بدلنا ہے۔" (۲۵)

محبت کا موضوع آفاقیت کا حامل ہے، اردو شعر وادب میں اس حوالے سے بہت کچھ لکھا گیا لیکن ترقی پسند تحریک کے مصنفین میں سے احمد ندیم قاسمی کے ہاں یہ موضوع جس طرح مرکزیت کا حامل رہا کسی اور شاعر کے ہاں ایسا نہیں ہے۔۔ اُن کی شاعری میں انسانیت سے محبت اور وطن دوستی کے لطیف احساسات کے ساتھ ساتھ رواداری

اور امن و آشتی کا پیغام ملتا ہے۔ ان کی نظم "انسانیت" ان جذبوں کی بھر پور عکاسی کرتی ہے جہاں ندیم کو سرشتِ انساں پر مکمل اعتماد ہے جو انہیں کہیں بھی غریبِ شہر نہیں ہونے دیتی:

یہی یقیں ہے مرا شعر، میرا حسنِ نظر
یہی یقینِ محبت، یہی یقینِ جمال
اسی یقیں سے تارے ہیں میری گردِ سفر
یہی یقین شعور و خرد کا اوجِ کمال
یہی یقین ہے امن و سکون و نغمہ و رنگ
یہی یقین صدائے اذاں، نوائے چنگ (۲۶)

احمد ندیم قاسمی کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے مسجودِ ملائک کی ہزار جہات کو بیان کرنے کے بعد اس سے محبت کے تعلق کو استوار کرنے پر زور دیا۔ وہ ایک امن پسند ارتقاء کے جویند اور انسان کی معراج ک کے قائل تھے ۔وطن سے محبت ان کے خمیر میں شامل تھی انہوں نے محبت کے اس عنصر کو مجرد سطح تک محدود نہیں رکھا بلکہ اپنے وطن عزیز کی نظریاتی سرحدوں کے تحفظ کے لیے بھی اپنے عہد کی تجدید کی۔ انہوں نے اپنی شاعری سے ان اعلیٰ اخلاقی اقدار کو فروغ دینے کی سعی کی جس سے دنیا میں محبت، امن اور اتحاد قائم ہو سکے۔ اس طرح دشت نوردانِ محبت کا اسیر یہ شاعر پوری دنیا کو محبت کے کبھی نہ ختم ہونے والے ایسے رشتے سے جوڑتا ہے جو جغرافیائی سرحدوں سے بھی تجاوز کرتے ہوئے انسان کو انسانیت سے پیار پر آمادہ کرتا ہے۔ وہ اردو شاعری میں اس آفاقی پیغام کے زبر دست داعی بھی تھے اور اس کی ترویج میں ہمہ تن مصروف عمل بھی یہی وجہ ہے کہ انہیں محبت کا شاعر قرار دیا جاتا ہے اور ان کی اس حوالے سے بے مثال کاوشیں اُن کی انفرادیت کی عکاس ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ احمد ندیم قاسمی۔ ارض و سما۔ لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۷ء۔ ص۱۰۶
۲۔ احمد ندیم قاسمی۔ دوام۔ لاہور: مکتبہ اساطیر۔ ۱۹۹۵ء۔ ص۲۲۵-۲۲۶
۳۔ بشیر موجد، بولتے رنگ سوچتی لکیریں، فنون پریس، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص۲۶

۴۔ پھیلتی محسوس ہوتی ہے" افکار۔(ندیم نمبر)۔احمد ندیم قاسمی مضمون "چند یادیں "مکتبہ ، افکار، کراچی:رابسن روڈ،۱۹۷۴ء۔ص۹۶ص ۹۴

۵۔ احمد ندیم قاسمی۔محیط۔لاہور:اساطیر۔۲۰۰۰ء۔ص۳۶۵

۶۔ امجد اسلام امجد،روزنامہ ایکسپریس،۱۶ جولائی۲۰۰۶

۷۔ احمد ندیم قاسمی۔محیط۔لاہور:اساطیر۔۲۰۰۰ء ،ص -۲۹۷

۸۔ ایضاً، ص ۔۱۶۵

۹۔ احمد ندیم قاسمی۔دوام۔لاہور:مکتبہ اساطیر۔۵ ۱۹۹ء۔ص۲۰۷

۱۰۔ احمد ندیم قاسمی۔محیط۔لاہور:اساطیر۔۲۰۰۰ء۔ص ۲۴۴

۱۱۔ ایضاً،ص۱۴۵

۱۲۔ ایضاً۔ءص۱۵۰-۱۵۱

۱۳۔ احمد ندیم قاسمی۔شعلہ گل۔لاہور:اساطیر۔۲۰۰۰ء۔(شعلہ گل ص۸۸)"حرف تحسین"

۱۴۔ احمد ندیم قاسمی۔دوام۔لاہور:مکتبہ اساطیر۔۵ ۱۹۹ء۔۔ص۵۷

۱۵۔ عبدالمجید سالک۔"تعارف"مشمولہ۔شعلہ گل۔احمد ندیم قاسمی۔لاہور:اساطیر۔۲۰۰۰ء۔ص۱۳

۱۶۔ احمد ندیم قاسمی،بسیط۔لاہور:سنگ میل پبلی کیشنز،۲۰۱۲ء۔ص۵۰

۱۷۔ احمد ندیم قاسمی۔شعلہ گل۔لاہور:اساطیر۔۲۰۰۰ء۔ص-۴۰

۱۸۔ احمد ندیم قاسمی،لوحِ خاک:لاہور:سنگِ میل پبلی کیشنز۔۲۰۱۲ء۔ص۴۵)

۱۹۔ احمد ندیم قاسمی۔ارض وسما۔لاہور:سنگ میل پبلی کیشنز۲۰۰۷ء۔ص۳

۲۰۔ پروفیسر مجتبی حسین مجتبی"پیغامات،مشمولہ تاثرات"افکار۔(ندیم نمبر)۔"مکتبہ،افکار،کراچی:رابسن روڈ،۱۹۷۴ء۔ص۴۲

۲۱۔ احمد ندیم قاسمی،جلال وجمال،۔لاہور:نیا ادارہ،۲۰۱۲ء۔ص۴۹)

۲۲۔ احمد ندیم قاسمی۔ شعلہ گل۔ لاہور: اساطیر۔ ۲۰۰۰ء۔ (شعلہ گل۔ ص۔ ۷۷)

۲۳۔ احمد ندیم قاسمی، جلال و جمال،۔ لاہور: نیا ادارہ، ۲۰۱۲ء ص۔ ۶۰

۲۴۔ حمد ندیم قاسمی۔ لوحِ خاک۔ لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز۔ ۲۰۱۲ء۔ ص ۸۱

۲۵۔ عشرت رومانی۔ فکر و فن کے نئے زاویے اور شاعری کا سفر۔ کراچی: رنگ ادب پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء ص ۱۱۴

۲۶۔ احمد ندیم قاسمی۔ شعلہ گل۔ لاہور: اساطیر۔ ۲۰۰۰ء۔ ص ۸۷